الــدفاع فی الاســلام

ــ ۲ ــ

ابو سلمان شاھجھانپوری

نفیر کا مطلب

چونکه جابجا نفیر کا لفظ آیا ھے۔ اس سے یه بات بھی صاف ھوجانی چاھئیے که نفیر عام سے مقصود کیا ھے ؟ مقصود یه ھے که دفاع کی ضرورت پیش آ جائے اور ہر شخص کو اس کا علم ھو جائے یا یه مقصود ھے که جب تک کوئی بلانے والا مسلمانوں کو نه بلائےگا نفیر عام کی حالت پیدا نه ھوگی ؟ اس کا جواب شاہ ولی اللہ رح نے موطا کی شرح میں دے دیا ھے ۔

'' نزدیک استنفار جهاد فرض علی الاعیان می شود ۔ استنفار را چوں منقح کنیم حاصل شود حالتے که مقتضائے استنفار شده است از قصد کفار بلاد مارا '' و قیام حرب درمیان جیوش مسلمین و کافرین ' و عدم کفایه ازاں مسلمانان' و انچه بداں ماند ۔

(مسوی جلد ۲—۱۲۹)

شاہ صاحب کے بیان سے یه بات واضح ھو گئی که نفیر کی صورت کیا ھے ؟ تو یه ضرور نہیں که کوئی خاص شخص مسلمانوں کو یه که کرپکارے که اؤ جهاد کرو ۔ مقصود یه ھے که ایسی حالت پیدا ھو جائے جو مقتضائے نفیر ھے ۔ پس جب غیر مسلموں نے اسلامی ملکوں کا قصد کیا اور مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی شروع ھو گئی تو جهاد فرض ھو گیا اور جب دشمنوں کی طاقت ان ممالک کے مسلمانوں سے زیادہ قوی ھوئی اور ان کی شکست کا خوف ھوا ' تو یکے بعد دیگرے تمام مسلمانان عالم پر فرض ھو گیا ۔ خواہ کوئی پکارے یا نه پکارے ۔ پکارنے والا نہیں ھے تو یه مسلمانوں کی بد نظمی و بد حالی ھے ، ان کا فرض ھوگا که داعی و امیر کا انتظام کریں - یہی حال

تمام فرائض کا ہے ۔ نماز کا جب وقت آ جائے تو خواہ موذن کی صدائے ''حی علی الصلوۃ'' سنائی دے یا نہ دے، وقت کا آ جانا وجوب کے لئے کافی ہوتا ہے ۔

احکام قطعیہ دفاع

غرض کہ ''دفاع'' اسلام کے ان بنیادی حکموں میں سے ہے، جن کو ایک مسلمان مسلمان رہ کر کبھی ترک نہیں کر سکتا۔ اگر ایک مسلمان کے دل میں رائی برابر بھی ایمان کی محبت باقی رہ گئی ہے تو اس کی طاقت سے باہر ہے کہ اللہ کی یہ صدائے حق سنے اور از سر تا پا کانپ نہ اٹھے ۔

یا ایہا الذین آمنوا ! مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ؟ ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الاقلیل (۹:۳۹)

مسلمانو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ ''اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہو تو تمہارے قدموں میں حرکت نہیں ہوتی اور زمین پر ڈھیر ہوئے جاتے ہو؟ کیا تم نے آخرت کو چھوڑ کر صرف دنیا ہی کی زندگی پر قناعت کر لی؟ اگر یہی بات ہے تو یاد رکھو جس زندگی پر ریجھے بیٹھے ہو وہ آخرت کے مقابلے میں بالکل ہی ہیچ ہے ۔

اس کے بعد فرمایا :

الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوماً غیرکم ولاتضروہ شیئا. واللہ علی کل شئی قدیر ۔

یاد رکھو ! اگر تم نے حکم الٰہی سے سرتابی کی اور وقت کے آنے پر بھی راہ حق میں کمر بستہ نہ ہوئے تو اللہ نہایت ہی سخت عذاب میں ڈال کر اس کی سزا دے گا اور تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو خدمت اسلام کے لئے کھڑا کر دے گا،

تم چھانٹ دیے جاؤ گے کلمہ حق تمہارا محتاج نہیں ہے تم ہی اپنی زندگی و نجات کے لئے اس کے محتاج ہو -

اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت ، ان کی حکومتوں کے مٹانے اور ان کی آبادیوں اور شہروں کو آپس میں بانٹ لینے کے لئے کفار ایک دوسرے کے ساتھی اور حامی ہیں -

والذین کفروا بعضهم اولیاء بعض -

جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی تو وہ ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار ہیں مسلمانوں کی مخالفت میں خزانوں کے خزانے خرچ کر ڈالتے ہیں -

والذین کفروا ینفقون اموالهم لیصدوا عن سبیل اللہ -

جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی ، تو وہ حق کی مخالفت میں اپنا مال خرچ کر رہے ہیں -

پس مسلمانوں کی بھی سب سے بڑی اسلامی و ایمانی خصلت یہ قرار پائی کہ :

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض (۹ : ۷۲)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں باہم ایک دوسرے کی رفیق و مددگار ہیں !

اور اسی بناء پر مسلمانوں کا فرض ٹھہرا کہ اگر دنیا کے کسی ایک اسلامی حصہ پر غیر مسلم حملہ کریں اور وہاں کے مسلمان ان کے مقابلہ کی کافی قوت نہ رکھتے ہوں یا بالکل مغلوب و مقہور ہو گئے ہوں تو تمام دوسرے حصص عالم کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان کی یاوری و اعانت کے لئے اسی طرح اٹھ کھڑے ہوں - جس طرح خود اپنی آبادیوں کی حفاظت کے لئے اٹھتے اور اپنی جان و مال سے اسی طرح مدد دیں جس طرح خود اپنے گھر بار کی حفاظت کے لئے مدد دیتے -

یہ نہ کوئی نیا مذہبی اجتہاد ہے ' نہ کوئی پولیٹکل فتویٰ - تمام دنیا کے مسلمان فقہ و قوانین شریعت کی جو کتابیں صدیوں سے پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں اور جو چھپی ہوئی بازاروں میں ہر جگہ ملتی ہیں اور جن پر عدالتوں میں عمل کیا جا رہا ہے ان سب میں یہ احکام موجود ہیں - اسلامی دینیات کا کوئی طالب علم ایسا نہیں ملے گا جو ان حکموں سے بے خبر ہو - اور پھر ان سب کے اوپر مسلمانوں کی کتاب اللہ ہے جو اپنے ہر پارہ اور ہر سورۃ کے اندر اس حکم کا اعلان اور اس قانون کی پکار تیرہ صدیوں سے بلند کر رہی ہے - نوع انسانی کی کامل بیس نسلیں گزر چکیں ، اور یہ احکام اپنی یکساں ' غیر مبدل ، اٹل ' اور لا انتہا طاقت کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں پر حکمرانی کر رہے ہیں -

ترتیب وجوب دفاع

(ترتیب وجوب دفاع کے متعلق اشارہ کیا جا چکا ہے لیکن ضروری ہے کہ مسئلہ کے اس پہلو کی مزید تشریح کر دی جائے) -

جب دفاع کا فرض عین ہونا واضح ہو گیا ' تو اب معلوم ہونا چاہئے کہ اس فرض کی انجام دہی کے لئے شریعت نے ایک خاص ترتیب اختیار کی ہے - عقل و حکمت کی بنا پر وہی اس معاملہ کی قدرتی اور صحیح ترتیب ہو سکتی تھی - صورت اس کی یہ ہے کہ جب غیر مسلموں نے کسی اسلامی حکومت اور آبادی کا قصد کیا تو اس ملک کے تمام مسلمانوں پر بہ مجرد قصد اعداء دفاع فرض عین ہو گیا - باقی رہے دیگر ممالک کے مسلمان تو اگر زیر جنگ مقامات کے مسلمان دشمن کے مقابلے کے لئے کافی قوت نہیں رکھتے ' دشمن بہت زیادہ قوی ہے یا رکھتے ہیں اور غفلت و تساھل کرنے لگے ہیں تو اس حالت میں یکے بعد دیگرے تمام دنیا کے مسلمانوں پر بھی دفاع فرض عین ہو جائے گا بالکل اسی طرح جیسے نماز اور روزہ مگر صورت اس کی یوں ہو گی کہ پہلے ان مقامات سے قریب تر مقام کے مسلمانوں پر واجب ہوگا ، پھر ان سے قریب پر ' پھر ان سے قریب تر پر - حتیٰ کہ مشرق و مغرب ، جنوب و شمال تمام اکناف عالم کے مسلمانوں پر یکے بعد دیگرے فرضیت عائد ہو جائے گی -

اس وقت سارے فرائض ، سارے وظائف ، سارے کام ملتوی کر دینے چاھئیں بمجرد اطلاع ھر مسلمان کو اپنی تمام قوتوں اور تمام سامانوں کے ساتھ وقف دفاع ملت جہاد فی سبیل اللہ ھو جانا چاھئیے اور قیام دفاع کے لئے شرعاً جن جن وسائل و انتظامات کی ضرورت ھے - سب کو مل چل کر ان کا انصرام کرنا چاھئے - اگر کسی آبادی میں مسلمانوں کا کوئی امام و پیشوا نہیں ھے جو نظم و قیام اپنے ھاتھ میں لے تو سب کا فرض ھوگا کہ پہلے امام و امیر کا انتظام کریں ، پھر جن جن وسائل کی ضرورت ھو ، ان کے حصول کے لئے ھر ممکن تدبیر و سعی کام میں لائیں - اگر ایسا نہ کیا گیا تو سب اللہ کے حضور جوابدہ ھوں گے - سب مبتلائے معصیت و فسق ھوں گے ، ایسی معصیت ، ایسا فسق ، ایسا عدوان ، ایسا نفاق جس کے بعد صرف کفر ھی کا درجہ ھے -

فتح القدیر میں ھے :

فیجب علی جمیع اهل تلك البلدة النفر وكذا من یقرب منهم ان لم یكن باهلها كفایة ، وكذا من یقرب ممن یقرب ان لم یكن بمن یقرب كفایة ، او تكاسلوا ، او عصوا ، وهكذا الی ان یجب علی جمیع اهل الاسلام شرقاً و غرباً -

(جلد ۴ صفحه ۸۲۰)

اگر غیر مسلموں نے حملہ کیا تو پھر اس شہر کے تمام باشندوں پر دفاع کے لئے اٹھ کھڑا ھونا فرض عین ھو جائے گا اور اگر دشمن زیادہ طاقتور ھیں اور مقابلہ کے لئے وھاں کے مسلمان کافی نہیں ، تو جو مسلمان ان سے قریب ھوں گے ان پر بھی فرض عین ھوجائیگا ، اور اگر وہ بھی کافی نہیں یا انھوں نے سستی کی یا دانستہ انکار کیا تو پھر ان تمام لوگوں پر جو ان سے قریب ھوں ، یہ فرض عائد ھوگا - اسی طرح یکے بعد دیگرے اس کا وجوب منتقل ھوتا جائے گا حتیٰ کہ تمام مسلمانوں پر مشرق میں ھوں یا مغرب میں ، دفاع کے لئے اٹھ کھڑا ھونا فرض ھو جائے گا ۔

ایسا ہی تمام کتب معتمدہ فقہ وحدیث میں ہے۔ عبارتوں کے نقل و ترجمہ میں طول ہوگا۔ رد المختار وغیرہ شروح میں ذخیرہ سے نقل کیا ہے :

” فاما من وراثهم ببعد من العدو ، فهو فرض كفاية عليهم حتى يسعهم تركه، اذا لم يحتيج اليهم بان عجز من كان يقرب من العدو عن المقاومة ، او لم يعجزوا عنها لكنهم تكاسلوا ، فانه يفترض على من يليه فرض كالصلوة والصوم لايسعهم تركه ، وثم وثم الي ان يفترض على جميع اهل الاسلام شرقاً و غرباً “

جو لوگ عقبی علاقوں میں دشمن سے دور ہوں ان پر (قتال) فرض کفایہ ہوگا ، یہاں تک کہ اس کے ترک پر مؤاخذہ نہ ہوگا جب کہ اس کی ضرورت نہ پڑی لیکن جو دشمن سے قریب ہوں وہ مقابلہ و استقامت کی طاقت رکھتے ہوئے سستی کریں یا طاقت نہ رکھتے ہوں ضرورت پیش آنے پر ان پر بہر حال یہ نماز، روزے کی طرح فرض ہوگا اور اسے ترک نہیں کیا جا سکتا چنانچہ اس طرح مشرق و مغرب کے تمام اہل اسلام پر یہ فرض ہو جاتا ہے۔

اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

« ثم الجهاد يصير فرض عين عند النفير العام على من يقرب من العدو وهو يقدر عليهم الا اذا احتيج اليهم ، اما بعجز القريب، و اما للتكاسل ، فحينئذ يفرض على من يليهم » الخ

چنانچہ عام اعلان کے بعد دشمن کے قریب تر علاقوں والے صاحب قدرت لوگوں پر جہاد (قتال) فرض عین ہو جاتا ہے لیکن جو لوگ ان کے عقب میں ہیں ان پر فرض نہیں ہوتا جب تک کہ

ضرورت پیش نہ آئے ۔ خواہ قریب کے لوگ قتال سے عاجز ہوں یا سستی کریں ، اس وقت یہ ان سب پر فرض ہو جاتا ہے ۔

اور شرح موطا میں ہے :

فان لم تقع الکفایۃ بمن نزل بھم ، یجب علی من بعد منھم من المسلمین عونھم »

اگر وہ لوگ جن پر حملہ ہوا، دشمن کے مقابلے میں کافی نہ ہوں تو ان کے عقبی علاقوں کے مسلمانوں پر ان کی مدد واجب ہوگی ۔

البتہ یاد رہے کہ یہ دفاع کی عام صورت ہے ۔ لیکن دو حالتیں شرعاً ایسی بھی ہیں ، جن میں وجوب دفاع کے لئے یک بعد دیگرے اس ترتیب اور الاقرب فالاقرب کی ضرورت باقی نہیں رہتی ، بیک وقت اور بیک دفعہ ہی تمام مسلمانان عالم پر دفاع فرض ہو جاتا ہے ۔

پہلی حالت یہ ہے کہ خلیفہ وقت تمام مسلمانان عالم سے طالب اعانت ہو یا اس کی بے بسی اور بے چارگی کی حالت ایسی ہو جائے کہ بلا تمام مسلمانان عالم کی مجموعی اعانت کے مخلصی اور فتح ممکن نہ ہو ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اسلام کے عین مرکزی مقام یعنی جزیرۂ عرب پر غیر مسلم حملہ آور ہوں جن کو ہمیشہ غیر مسلم اثر سے محفوظ رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں بستا ہو ۔

فضائل دفاع

اسلامی احکام میں یہ حکم ''دفاع'' جو اہمیت رکھتا ہے، وہ عقائد ضروریہ کے بعد کسی حکم ، کسی فرض ، کسی رکن ، کسی عبادت کو حاصل نہیں ۔ قرآن و حدیث میں بار بار یہ بات بتلائی گئی ہے کہ قومی زندگی اسی عمل کے بقا پر موقوف ہے جب تک مسلمانوں میں یہ جذبہ باقی رہے گا اور اس کام کی راہ میں ہر فرد اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دینے کے لئے تیار رہے گا ، اس وقت تک دنیا کی کوئی قوم ان پر غالب نہ آسکے گی ۔ جس دن یہ جذبہ مردہ ہو جائے گا ، اسی دن سے مسلمانوں کی قومی موت بھی شروع ہو جائے گی ۔ چنانچہ قرآن نے مثال میں یہودیوں کی تاریخ پیش کی ہے ۔ جب تک یہودیوں

میں اعتقاداً و عملاً یہ جذبہ باقی رہا حکومت و عزت انہی کے لئے تھی ۔ جب چند گھڑیوں کے عیش و راحت کا عشق قومی زندگی و عزت کے دائمی عیش کی طلب پرغالب آگیا اور اس چیز کو چھوڑ بیٹھے تو ذلت و محکومی کا داغ ہر یہودی کی پیشانی پر لگ گیا اور ہمیشہ کے لئے خوار و ذلیل ہو کر رہ گئے :

ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ !

سنن ابو داؤد میں ہے ۔

اذا ضن الناس بالدینار والدرہم وتبایعوا بالعین واتبعوا اذناب بقر وترکوا الجہاد في سبیل اللہ انزل اللہ بہم بلاء فلم یرفعہ حتی یرجعوا

یعنی جب کوئی جماعت جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دیتی ہے تو اس پر بلائیں نازل ہوتی ہیں جو کبھی دور نہیں ہو سکیں الا یہ کہ وہ اس معصیت سے باز آئیں ۔

چونکہ شریعت و ملت کے قیام کی اصل بنیاد یہی تھی ، اس لئے ہر حیثیت اور ہر اعتبار سے اس پر زور دیا گیا اور سارے عملوں اور نیکیوں سے جو ایک مسلمان دنیا میں کر سکتا ہے اس عمل کا مرتبہ و اجر افضل و اعلی ٹھہرایا ۔ جس عمل میں جس قدر زیادہ ایثار و قربانی ہوگی ، اتنا ہی زیادہ اس کا اجر و ثواب بھی ہوگا ۔ ظاہر کہ اس عمل سے بڑھ کر اور کس عمل میں مال و جان کا ایثار ہو سکتا ہے ۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت ص سے سوال کیا گیا " ای العمل افضل " ؟ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے ؟ فرمایا " ایمان باللہ و رسولہ " اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ۔ پوچھا "ما ذا ثم "؟ اس کے بعد؟ فرمایا "الجہاد فی سبیل اللہ" اللہ کی راہ میں جہاد !

بخاری میں ابو سعید خدری سے مروی ہے ۔

قیل أي الناس افضل فقال مومن یجاہد في سبیل اللہ بنفسہ و مالہ

"آپ سے پوچھا گیا " سب سے زیادہ افضل آدمی کون ہے -
فرمایا وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہے
اور فرمایا جہاد فی سبیل اللہ کی ایک صبح یا شام تمام دنیا اور اس
کی نعمتوں سے بہتر ہے اور ان ساری چیزوں سے افضل ہے جن پر سورج
نکلتا اور ڈوبتا ہے !

بخاری میں دو حدیثیں ہیں -

ما کان عبد یموت له عند الله خیر یسره ان یرجع الی الدنیا وان له الدنیا وما فیها الا الشهید لما یری من فضل الشهادة فانه یسره ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرة آخری اور روایت انس ما احد یدخل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا وله ما علی الارض من شئی الا الشهید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامة »

حاصل دونوں کا یہ ہے کہ دوبارہ دنیا میں آنے کی کسی کو آرزو نہیں ہو سکتی ، مگر اس کو جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا - جب وہ شہادت کا اجر و ثواب دیکھتا ہے تو تمنا کرتا ہے' کاش پھر دنیا میں جا سکوں اور دس مرتبہ اسی طرح اللہ کی راہ میں مارا جاؤں اور مرتبہ شہادت کی عزت و کرامت حاصل کروں -

جن لوگوں نے جنگ بدر میں جان نثاریاں کی تھیں اگر کبھی ان سے کوئی لغزش ہوئی اور معصیت میں مبتلا ہو گئے ، تو آپ نے سزا دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا -

لعل الله اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم »

یہ وہ جان نثار حق ہیں جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی ہے۔ عجب نہیں کہ اس ایک عمل کے صلہ میں اللہ نے ان کی ساری پچھلی اور آئندہ خطائیں بخش دی ہوں اور کہہ دیا ہو کہ جو جی میں آئے کرو !

طبرانی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ جب شام کے رومیوں کی تیاریوں کی خبر پہنچی تو مدینہ میں مسلمانوں کی حالت نہایت نازک اور کمزور تھی ۔ کسی طرح کا ساز و سامان میسر نہ تھا ۔ حضرت عثمان نے یہ حال دیکھا تو اپنا پورا تجارتی قافلہ آنحضرت کی خدمت میں پیش کر دیا جو شام جانے کے لئے تیار ہوا تھا ۔ اس میں دو سو اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے تھے اور دو سو اوقیہ سونا تھا ۔

آنحضرت نے فرمایا ۔ « لا یضر عثمان ما عمل بعدھا »

اخرجـــه الترمذي و الحاكم ايضاً من حديث عبد الرحمن بن حباب نحوه ۔

آج کے دن کے بعد سے عثمان خواہ کچھ ھی کرے لیکن کوئی عمل اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمل دفاع کے لئے اپنا مال و متاع قربان کرنا خدا اور رسول کی نظروں میں ایسا محبوب و محترم کام ہے، جس کے بعد کوئی برائی بھی صاحب عمل کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔ کسی عمل ، کسی طاعت ، کسی عبادت کو بھی یہ فضیلت نصیب نہ ہوئی ۔

قرآن بھی ہر جگہ اور بار بار یہی کہتا ہے ۔

الذين آمنوا و هاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم و انفسهم اعظم درجة عند الله وأولئك هم الفائزون ۔ يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم ۔ خالدين فيها ابداً ان الله عنده اجر عظيم ۔

جو لوگ ایمان لائے، حق کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا ، اپنی جان و مال سے جہاد کیا ۔ سو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اور

اونچا درجہ انہی کا ہے - یہی لوگ ہیں کہ دنیا اور آخر میں کامیاب ہوں گے - اللہ کی طرف سے ان کے لئے بشارت ہے ، اس کی رحمت ، اس کی محبت بہشتی زندگی کی نعمتیں اور ان کی دائمی اور ہمیشگی ، سب کچھ انہی کے لئے ہے -

جو لوگ خود اپنی ذات سے جہاد و دفاع میں حصہ نہ لے سکیں مگر مجاہدین کو اپنے مال و متاع سے مدد پہنچائیں ، یا اور کسی قسم کی خدمت انجام دیں ، تو اگرچہ وہ مجاہدین کا اجر و ثواب نہیں پا سکتے - لیکن ان کے لئے بھی اجر ہے اور ساری عبادتوں اور طاعتوں سے بڑھ کر اجر ہے -

ابن ماجہ میں ہے :

من ارسل بنفقة فی سبیل اللہ و اقام في بیتـــه فله بکل درهم سبع مائة درهم، ومن غزا بنفسه فی سبیل اللہ وانفق فی وجهه ذلك ، فله بکل درهم سبع مائة الف درهم ، ثم تلا هذه الایة - و اللہ یضاعف لمن یشاء »

یعنی جو مسلمان ایسے وقتوں میں گھر سے نہ نکلا صرف اپنے مال سے جہاد میں مدد دی تو اس کو ہر ایک درہم کے بدلے سات سو درہم کا اجر ملے گا - یعنی اس اتفاق میں سات سو درہم زیادہ اجر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی " اللہ جس کسی کا اجر و ثواب چاہتا ہے دو گنا کر دیتا ہے " -

اگرچہ عمل کے اعتبار سے اس فرض کی تکمیل اس وقت لازم و ملزم ہو جاتی ہے جب حملۂ اعداء کی وجہ سے خاص طور پر ضرورت پیش آ جائے - لیکن عزم و استقلال کے لحاظ سے یہ حکم کسی خاص وقت میں محدود نہیں - ہمیشہ اور ہر حال میں مسلمان کا فرض ہے کہ دفاع اعداد کے لئے تیار رہیں اور تیاری کرتے رہیں - جو دل اس عزم و طلب سے خالی ہوا اس پر ایمان کی جگہ نفاق کا قبضہ ہو گیا -